روزنامہ **الفضل** ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۶/۴۱ | جمعرات ۲۹ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ، ۷ نبوت ۱۳۷۰ ہش، ۷ نومبر ۱۹۹۱ء | نمبر ۲۵۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"انسان کی ظاہری بناوٹ، اس کے دو ہاتھ دو پاؤں کی ساخت ایک دوسرے کی امداد کا رہنما ہے۔ جب یہ نظارہ خود انسان میں موجود ہے۔ پھر کس قدر حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ وہ ... (تم نیکی اور تقویٰ (کے کاموں) میں باہم (ایک دوسرے کی) مدد کرو)۔ (المائدہ: ۳) کے معنے سمجھنے میں مشکلات کو دیکھے۔ ہاں میں یہ کہتا ہوں کہ تلاشِ اسباب بھی بذریعہ دُعا کرو۔ امدادِ باہمی میں نہیں سمجھتا کہ جب میں تمہارے جسم کے اندر اللہ تعالیٰ کا ایک قائم کردہ سلسلہ اور کامل رہنما سلسلہ دکھاتا ہوں۔ تم اس سے انکار کرو۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات کو اور بھی صاف کرنے اور وضاحت سے دُنیا پر کھول دینے کے لئے انبیاء علیہم السلام کا ایک سلسلہ دُنیا میں قائم کیا۔ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر تھا اور قادر ہے کہ اگر وہ چاہے تو کسی قسم کی امداد کی ضرورت ان رسولوں کو باقی نہ رہنے دے۔ مگر پھر بھی ایک وقت اُن پر آتا ہے کہ وہ ... (کون ہے جو اللہ کے راستہ میں میری مدد کرے) کہنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ کیا وہ ایک ٹکڑ گدا فقیر کی طرح بولتے ہیں؟ نہیں ... (کون ہے جو اللہ کے راستہ میں میری مدد کرے) (آل عمران: ۵۳) کہنے کی بھی ایک شان ہوتی ہے۔ وہ دُنیا کو رعایتِ اسباب سکھانا چاہتے ہیں جو دُعا کا ایک شعبہ ہے۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۳۱)

روایاتِ سلسلہ کی حفاظت کریں

"یاد رکھیں ہم صدی کے سر پر کھڑے ہیں۔ ہم بحیثیت مجموعی اس صدی کے امام بنائے گئے ہیں۔ آج کی غفلتیں اور آج کی ٹھوکریں آنے والے سو سالوں پر اثر انداز ہوں گی۔ اس لئے سوچ کر مضبوطی کے ساتھ قدم اٹھائیں۔ سلسلہ کی روایات کی حفاظت کریں۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

ولادت

○ مکرم غلام سرور صاحب ایڈووکیٹ ابن مکرم مولانا غلام باری صاحب سیف کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۶ ر اکتوبر کو بیٹا عطا فرمایا ہے۔ نومولود جس کا نام غلام مصطفےٰ عمیر رکھا گیا ہے۔ مکرم محمد یحییٰ صاحب آف نیلا گنبد لاہور کا نواسہ ہے۔

○ مکرم محمود الغنی صاحب ابن مکرم سردار عبد السمیع صاحب (لاہور) کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲۴ ر اکتوبر کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے جو مکرم ملک یوسف سلیم صاحب انچارج شعبہ زود نویسی کا نواسہ ہے۔ نومولود کا نام "احسان محمود" رکھا گیا ہے۔

احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ ان بچوں کی درازیٔ عمر اور خادم دین ہونے کے لئے دُعا کریں۔

درخواست دعا

○ مکرم عطاء المجیب صاحب راشد۔ امام بیت الفضل لندن اطلاع دیتے ہیں کہ مکرم چوہدری منور احمد صاحب آف گلاسگو (ابن مکرم چوہدری علی محمد صاحب بی اے بی ٹی) کی اہلیہ محترمہ محمودہ بیگم صاحبہ ان دنوں بلڈ پریشر اور بلڈ شوگر کی وجہ سے بہت بیمار ہیں اور بیماری نے شدّت اختیار کر لی ہے۔ احباب جماعت سے ان کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعا کی خصوصی درخواست ہے۔

صدران، سیکرٹریان وقف جدید و جملہ ذیلی تنظیموں کے عہدہ داران سے گذارش ہے کہ عشرہ وصولی وقف جدید ۲۹ نومبر تا ۷ دسمبر منایا جا رہا ہے۔ اس سلسلہ میں ابھی سے احباب جماعت سے رابطے کا پروگرام بنائیں۔ (ناظم مال وقف جدید)

نیّت کو خالص کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف جھکیں

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"حضرت اقدس (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے اس مضمون کو بڑی تفصیل کے ساتھ اپنے گہرے اور لمبے تجربے کی روشنی میں بیان فرمایا ہے اس لئے یہ ساری باتیں اپنی جگہ درست لیکن جب تک آخری نتیجہ نہ نکلے، کوئی شخص نہ مطمئن ہو سکتا ہے نہ اسے مطمئن ہونے کا کوئی حق حاصل ہے جب تک وہ خدا سے اس کے پیار کی علامتیں نہ حاصل کرے اور یہ علامتیں وہ خود بیان کر کے اپنے ڈھنڈورے نہیں پیٹا کرتا لیکن دن بدن اس کے دل میں خدا تعالیٰ کی طرف سے پیار کے جلوے نازل ہوتے ہیں اور اس کی کیفیت بدلنے لگتی ہے۔ پھر لوگ اس کو دیکھتے ہیں۔ پھر خدا اس کو بعض دفعہ ظاہر کرتا ہے اور بعض دفعہ نہیں کرتا۔ اور دونوں صورتوں میں خدا کے ایسے بندے جو (اللہ کی طرف جھکنے والے) ہوں وہ کلیۃً "مطمئن" رہتے ہیں بلکہ بعض دفعہ نہ ظاہر کرنے کی صورت میں زیادہ مطمئن ہوتے ہیں اور مزے کر رہے ہوتے ہیں اپنی ذات میں۔ ظاہر ہوتے ہیں تو خدا کی خاطر ہوتے ہیں اور دُنیا کو خدا کی طرف بلانے کے لئے ظاہر ہوتے ہیں پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم جب ظاہر نہیں تھے اس وقت بھی وہ خدا کے تھے اور خدا سے اسی طرح راضی تھے۔ جب ظاہر ہوئے تو وہ اندرونی سکون تھا اور اطمینان نصیب تھا اس کی قربانی دے کر ظاہر ہوئے ہیں اور بہت بھاری قیمت دینا پڑی مگر چونکہ خدا کی خاطر ہوا اس لئے پھر بھی مطمئن رہے۔ جو ریاکار لوگ ہیں ان کا اُلٹ حساب ہوتا ہے۔ وہ جب تک ظاہر نہ ہوں یعنی اپنے آپ کو ظاہر نہ کریں اس وقت تک وہ بے چین رہتے ہیں۔ اس وقت تک ان کی زندگی عذاب

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۷ نبوت ۱۳۷۰ ہش — ۷ نومبر ۱۹۹۱ء

مشعلِ راہ

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ ۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے ۔ فرماتے ہیں:۔

(۱) اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان کے بعد طبیعت گناہ سے متنفر ہو جاتی ہے ۔

(۲) قرآن شریف کی جس آیت پر مخالفوں نے اعتراض کیا ہے وہاں ہی حقائق اور حِکَم کا ایک خزانہ نظر آیا ہے ۔

(۳) کیا وجہ ہے کہ لوگ یہ جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ گناہ سے ناراض ہوتا ہے اور پھر اس زہر کے پیالے کو پی لیتے ہیں ۔

(۴) دعا کی بہت بڑی ضرورت ہے اور اس کے ساتھ ہی نیک صحبت میں رہنا چاہیئے ۔ سب تعصبوں کو چھوڑ کر گویا دنیا سے الگ ہو جاوے ۔

(۵) جب انسان خدا تعالیٰ سے متواتر دعائیں مانگتا ہے تو وہ اور ہی انسان ہو جاتا ہے اس کی روحانی کدورتیں دور ہو کر اس کو ایک قسم کی راحت اور سرور ملتا ہے ۔

(۶) وہ آدمی جو کسی ربانی صحبت میں رہے اور اس طرح رہے جو رہنے کا حق ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کو ایسے زہروں سے بچا لیتا ہے ۔

(۷) زبان سے دعویٰ کرنا کہ مَیں نجات پا گیا ہوں یا خدا تعالیٰ سے قوی رشتہ پیدا ہو گیا ہے آسان ہے لیکن خدا تعالیٰ دیکھتا ہے کہ وہ کہاں تک ان تمام باتوں سے الگ ہو گیا ہے جن سے الگ ہونا ضروری ہے ۔

(۸) یہ سچی بات ہے کہ جو ڈھونڈتا ہے وہ پا لیتا ہے ۔ سچے دل سے قدم رکھنے والے کامیاب ہو جاتے ہیں اور منزلِ مقصود تک پہنچ جاتے ہیں ۔

(۹) اگر کوئی نجات چاہتا ہے یا حیاتِ طیّبہ یا ابدی زندگی کا طلبگار ہے تو وہ اللہ کے لئے اپنی زندگی وقف کرے اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جاوے کہ وہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی، میری موت، میری قربانیاں، میری نمازیں اللہ ہی کے لئے ہیں ۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والوں کو ایسی استقامت عطا ہوتی ہے کہ وہ ہزار ایذائیں دیئے جائیں ۔ مارے جائیں، قتل کئے جائیں وہ ذرہ جنبش نہیں کھاتے ۔

(۱۱) جذبات اور گناہ سے چھوٹ جانے کے لئے اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں پیدا کرنا چاہیئے جب سب سے زیادہ خدا کی عظمت اور جبروت دل میں بیٹھ جائے تو گناہ دور ہو جاتے ہیں ۔

اے خدا تو ہمیں مشعل راہ کے ان ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما ۔

خزاں میں بھی بہاروں کو مچلتے دیکھتے رہنا
نگاہِ نکتہ بیں کو راز اُگلتے دیکھتے رہنا
وہ جن کو انتقاماً پَر بریدہ کر دیا تم نے
بصد حسرت تم ان کے پَر نکلتے دیکھتے رہنا

ابوالاقبال

○

اُڑتے ہوئے طیور کے پَر گن لئے تو کیا
سوچو کہ پَر بُریدہ کہاں سے کہاں گیا

قندیل جو جلا کے رکھی تھی منڈیر پر
ساری گلی میں اس نے اندھیرا سا کر دیا

تم آسکو تو آ کے مرے دل کی داد دو
لوگوں کی داد نے اسے پاگل بنا دیا

شائد کسی جزیرے میں امن و سکوں ملے
وسعت سے اس زمین کا آرام چھن گیا

راتوں کے ہمسفر نہ رہے دن میں ساتھ ساتھ
سورج کی روشنی نے انہیں ڈگمگا دیا

کیڑے نکالتے ہو مرے کام میں مگر
تم بھی بتاؤ تم نے کیا ہے تو کیا کیا

کیوں دیکھتے ہو میری طرف گھور گھور کر
مانگا ہے میں نے تم سے کبھی کام کا صلہ؟

میرا سکوت میری زباں سے ہے تیز تر
میری نظر نے بھانپ لیا رنگ آپ کا

بس! بس!! زباں نہ کھولو کہ سنتا ہے آسماں
ہوگا تمہارے ساتھ جو اوروں سے ہو چکا

دُوری میں دُور ہونے کا احساس ہی نہیں
شائد قریب آنے پہ لُطف آئے ہجر کا

قدغن لگا کے دیکھ لیا نا نسیمؔ پر
سارے جہاں میں آپ کو بدنام کر دیا

نسیم سیفی

اعمال کے باغ کی سرسبزی پاکیزگی قلب سے ہوتی ہے ۔ (حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیّدنا حضرت فضلِ عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

علمی مسائل

فرماتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو بھی ہم نے اس کے زمانہ کے مطابق ہدایت بخشی تھی۔ اور ہم اس زمانہ کے حالات کو خوب جانتے تھے۔ اس کا چچا اور اس کی قوم مشرک تھے۔ اس جگہ اَبْ بمعنی چچا استعمال ہوا ہے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد فوت ہو چکے تھے اس نے اپنے چچا اور اپنی قوم سے کہا۔ یہ کیا مجسمے ہیں جن کے آگے تم رات دن بیٹھے رہتے ہو۔ انہوں نے کہا ہم نے تو اپنے باپ دادوں کو بھی دیکھا ہے کہ وہ ان کی عبادت کیا کرتے تھے۔ (یہ کیا مجسمے ہیں) کے الفاظ ان بتوں کی تحقیر کے لئے استعمال کئے گئے تھے۔ ورنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خوب جانتے تھے کہ وہ کیا چیز ہیں۔ درحقیقت طرز کلام کی واقفیت بھی کلام کے سمجھنے میں خاص طور پر مدد دیتی ہے۔ حضرت ابراہیم ؑ کی عادت تھی کہ وہ عام طور پر تعریضاً کلام کیا کرتے تھے۔ (ان کے بڑے نے یہ کیا ہوگا) کا کلام بھی اسی طرز کا ہے اور (یہ کیا مجسمے ہیں) بھی اسی رنگ میں کہا گیا ہے کہ یہ کیا چیز ہے جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ مراد یہ ہے کہ کیا ایسی ذلیل اور حقیر چیزوں کی تم پرستش کرتے ہو۔

اس جگہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابراہیم ؑ میں ایک عجیب مماثلت ثابت ہوتی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ بھی آپ کی پیدائش سے پہلے فوت ہو چکے تھے۔ اور حضرت ابراہیم ؑ کے والد بھی ان کی پیدائش سے قبل فوت ہو گئے تھے اور دونوں کو ان کے چچا نے پالا تھا۔ اور دونوں نبیوں نے ان کو توحید کی تبلیغ کی۔ حضرت ابراہیم ؑ کے چچا اور ان کی قوم نے بھی ان کو کہا تھا کہ ہمارے باپ دادے ان بتوں کو پوجا کرتے تھے۔ اس لئے ہم ان کو نہیں چھوڑ سکتے۔ اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت) ابو طالب کو اسلام لانے کی دعوت دی تو انہوں نے بھی یہی کہا کہ اے میرے بھتیجے میں جانتا ہوں کہ تیری باتیں سچی ہیں مگر لوگ کہیں گے کہ اس نے اپنے باپ دادے کا مذہب ڈر کر چھوڑ دیا ہے۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول ص ۲۶۱)

پھر حضرت ابراہیم ؑ نے بھی اپنے بزرگوں سے یہی کہا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے بزرگوں سے یہی کہا کہ اگر تمہارے باپ دادا گمراہ ہوں گے تو کیا پھر بھی تم ان کے پیچھے چلو گے (مائدہ رکوع ۱۴)

اس پر حضرت ابراہیم ؑ کی قوم نے کہا کہ کیا تم مذاق کر رہے ہو یا کوئی سچی تعلیم لائے ہو۔ کیا یہ درست ہے کہ ہمارے باپ دادا بھی غلطی کر سکتے تھے۔ انبیاء کے دشمن چونکہ دل میں ان کی قوت استدلال سے متأثر اور مرعوب ہوتے ہیں ان کی ہمیشہ یہ خواہش ہوتی ہے کہ یہ خود ہی کہہ دیں کہ ہم تو ہنسی کرتے تھے اور اس طرح ان کو اس فکر سے نجات ملے۔ ۔ ۔ ۔ ان لوگوں کی مثال اس شخص کی طرح ہوتی ہے جو سخت حادثہ میں مبتلا ہوتا ہے اور اس کے دل میں ایک خفیف جھلک امید کی پیدا ہوتی ہے کہ شائد یہ خواب ہی ہو حضرت ابراہیم ؑ کی قوم نے بھی آپ سے یہی کہا کہ کیا تم ہم سے مذاق تو نہیں کر رہے۔ کیا یہ درست ہے کہ ہمارے باپ دادا بھی غلطی کر سکتے تھے۔ حضرت ابراہیم ؑ نے جواب دیا کہ تمہارا رب آسمان و زمین کا رب اور ان کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور میں اس پر دلیل سے قائم ہوں اور اس کا گواہ۔ اور میں تمہارے گھروں کی طرف لوٹ جانے کے بعد تمہارے بتوں کے ساتھ ایک تدبیر کروں گا (...) کہتے ہیں کہ یہ کلام ان میں سے کسی ایک نے سن لیا تھا یا عید کو جاتے وقت سب سے آخر میں جو ضعفاء تھے ان میں بعض نے سن لیا۔ مگر یہ کلام غالباً انہوں نے اپنے دل میں کہا تھا حالانکہ اس کے صرف اتنے معنے ہیں کہ جب انہوں نے دلائل سے نہ مانا تو حضرت ابراہیم ؑ نے عملی صورت میں ان کے بتوں کی برائی ان پر ظاہر کرنا چاہی جو زیادہ موثر دلیل ہوتی ہے۔ چنانچہ اس نے بڑے بت کو چھوڑ کر باقی بتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے کہ شاید وہ خدا تعالیٰ کی طرف لوٹیں۔ اس پر اس کی قوم کے لوگ بہت بگڑے اور کہا کہ ہمارے معبودوں سے یہ کام کس نے کیا ہے۔ وہ بڑا ظالم ہے جو لوگ ابراہیم ؑ سے بحث کر کے آئے تھے انہوں نے کہا ایک نوجوان ان بتوں کا برائی سے ذکر کرتا تھا۔ اس کا نام ابراہیم ہے (ہم نے ایک نوجوان کو ذکر کرتے سنا ہے) سے مراد یہی ہے کہ ان کا بری طرح ذکر کرتا تھا۔ چنانچہ اس سورت میں آتا ہے۔ اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کفار تجھے دیکھتے ہیں تو وہ تجھے ایک حقیر چیز سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا یہی وہ شخص ہے جو تمہارے بعض معبودوں کا بری طرح ذکر کرتا ہے حالانکہ وہ خود رحمان خدا کے ذکر کا انکار کرتے ہیں۔ بہرحال جب ابراہیم ؑ کے متعلق کچھ لوگوں نے مذکورہ بالا باتیں کیں۔ تو ابراہیم ؑ کی قوم نے کہا کہ سب شہریوں کے سامنے اس کو لاؤ۔ تاکہ جن لوگوں نے اس کو مخالفت کرتے دیکھا ہے وہ اس پر گواہی دیں۔ اس طرح ثابت ہو جائے گا کہ بتوں کا منکر ہی یہ کام کر سکتا ہے۔ یا یہ کہ اس کے متعلق وہ یہ فیصلہ کریں کہ اس کو کیا سزا ملنی چاہیئے اور یا یہ کہ وہ بھی اس کی سزا دیکھیں۔ پھر انہوں نے حضرت ابراہیم ؑ سے کہا کہ اے ابراہیم ؑ کیا یہ سب کچھ تیری کرتوت ہے۔ ابراہیم ؑ نے کہا کہ ہاں یہ کام کسی نے کیا تو ضرور ہوگا۔ بغیر کسی کے کرنے کے آپ ہی آپ تو ہو نہیں سکتا۔ اب یہ بت ان میں سب سے بڑا ہے تو ان صاحب سے پوچھو۔ اگر بت بول سکتے ہیں تو یہ صاحب جواب دیں گے مجھ سے کیوں پوچھتے ہو (کسی نے تو کیا ہوگا) کے ایک تو یہ معنے ہیں کہ یہ کام کسی نے تو ضرور کیا ہوگا۔ اس صورت میں بَلْ کے معنے اضراب کے نہیں ہوں گے بلکہ تصدیق کے ہوں گے کہ ہاں کسی نے تو کیا ہی ہوگا۔ اور وقف سے ثابت ہوتا ہے کہ اگلا حصہ الگ ہے اور اس میں سوال کیا ہے کہ مجھ سے کیوں پوچھتے ہو۔ اس بڑے بُت سے پوچھ لیتے۔ دوسرے معنے یہ ہیں کہ حضرت ابراہیم ؑ اپنی عادت کے مطابق تعریضاً کلام کرتے ہیں کہ نہیں میں نے کیوں کرنا تھا۔ کسی نے کیا ہوگا۔ ایسے کلام سے مراد انکار نہیں ہوتا بلکہ یہ مراد ہوتی ہے کہ کیا یہ سوال پوچھنے والا تھا۔ میں نہ کرتا تو کیا اس بت نے کرنا تھا۔ یہ جواب سن کر وہ لوگ دلوں میں شرمندہ ہو گئے۔ اور کہنے لگے کہ تم خود ہی ظالم تھے پھر مزید غور پر اور بھی شرمندہ ہوئے یا اپنی شرارت کی طرف لوٹ آئے اور بولے کہ ابراہیم ؑ تم جانتے ہو کہ یہ تو بولتے نہیں۔ تب حضرت ابراہیم ؑ نے کہا کہ کیا خدا تعالیٰ کے سوا ان بتوں کی تم پرستش کرتے ہو جو تمہیں کچھ بھی نفع نہیں دیتے اور نہ نقصان دیتے ہیں۔

آداب حیات

(۱) ملاقات کی ابتدا سلام سے کی جانی چاہیئے۔ نیز ایسا کرنے میں سبقت اختیار کرنی چاہیئے۔

(۲) آپس میں خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات کرنی چاہیئے۔ کیونکہ انسانی جذبات ایک دوسرے پر نہایت تیزی سے اثر انداز ہوتے ہیں اس لئے ہشاش بشاش صورت دیکھ کر خوشی اور راحت حاصل ہوتی ہے۔ کشادہ چہرہ کے ساتھ پیش آنا نیکی ہے۔

(۳) خدا تعالیٰ کی محبت اور رضا حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے ملاقات کرنی چاہیئے اور ان سے محبت سے پیش آنا چاہیئے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ ایسے اشخاص کو اپنا دوست رکھتا ہے جو اس کے جلال و محبت کی خاطر آپس میں میل جول رکھتے ہوں

(۴) بعض لوگ بدظنی کی طرف جلد مائل ہو جاتے ہیں اس لئے اپنے گھروں کے سوا دوسرے کے گھروں میں ملاقات کے لئے بغیر اجازت اور سلام کے داخل نہ ہوا جائے۔

(۵) اگر گھر والے کہیں باہر گئے ہوں تو باہر ہی ان کی واپسی کا انتظار کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ان کی اجازت کے بغیر گھر میں داخل ہونا معیوب ہے۔

(۶) جب کسی کے گھر ملاقات کے لئے جائیں تو عین دروازہ کے سامنے نہ کھڑے ہوں بلکہ دروازہ کے ایک طرف کھڑے ہو کر سلام کہہ کر اذن طلب کریں۔

(۷) اگر کسی کے گھر ملاقات کے لئے جائیں تو دروازے کو زور زور سے نہ کھٹکھٹائیں اور نہ گھنٹی بجاتے چلے جائیں بلکہ وقفہ وقفہ سے تین بار سلام کہہ کر اجازت طلب کریں۔

(۸) اگر گھر والے ملاقات نہ کرنا چاہیں تو بغیر برا منائے واپس لوٹ آنا چاہیئے۔

(۹) امراء یا سرداران قوم سے ملاقات کی اجازت طلب کرنے کا ایک طریق یہ بھی ہے کہ تعارفی کارڈ یا رقعہ لکھ کر خادم کے ذریعہ اندر بھجوایا جائے اور پھر ملاقات کے وقت سلام کہا جائے۔

(۱۰) ملاقات کے لئے اگر کسی کے گھر جائیں تو دروازوں کی درزوں میں سے جھانکنا نہیں چاہیئے۔ یہ بہت بری حرکت ہے۔

(۱۱) گھر والے اگر پوچھیں کہ کون ملنے کے لئے آیا ہے تو جواب میں اپنا نام بتانا چاہیئے۔ "میں" کے لفظ میں جواب نہیں دینا چاہیئے۔

(۱۲) ملاقات کے لئے کسی کے گھر اگر جایا جائے تو ممتاز مقام پر بیٹھنے سے پرہیز کرنی چاہیئے۔ نیز اہل خانہ نے

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمد یٰسین لکھنوی

بین الاقوامی مالیاتی فنڈ

زندگی کے مختلف شعبوں میں تعاون کے حصول کے لئے قائم ہونے والے بین الاقوامی اداروں میں بین الاقوامی مالیاتی فنڈ تیسری دنیا کے ترقی پذیر ملکوں کے لئے ایک بااثر ادارہ شمار ہوتا ہے۔ اصولی طور پر ترقیاتی مقاصد کے لئے بین الاقوامی سطح کا تعاون ضروری ہے۔ لیکن ترقی یافتہ ممالک کی مادی ہوس پرستی ان نیک مقاصد کے حصول میں روک بن جاتی ہے۔ استعماری (IMPERIALIST) دور میں ان ہی صنعتی لحاظ سے ترقی یافتہ ملکوں کے درمیان پیدا ہونے والے رشک و حسد کے نتیجہ میں انسانیت کو دو مہیب عالمی جنگوں کا سامنا کرنا پڑا۔ دوسری عالمی جنگ کے بعد بھی استعماری طاقتوں نے اپنی مادی حرص و ہوس کو پورا کرنے کے لئے جدید استعماریت (NEW-IMPERIALIST) کی راہ اختیار کی۔ اس راہ پر چل کر ان طاقتوں نے مختلف طریقوں سے اپنی اجارہ داری کی بنیاد ڈالی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج بھی جبکہ انسان کی فلاح و بہبود کے لئے اللہ تعالیٰ نے سائنس اور ٹیکنیکی مہارت کے بے شمار دروازے کھول دیئے ہیں اور ساتھ ہی زمین نے اپنی مختلف معدنیات وغیرہ کو باہر نکالنا شروع کر دیا ہے۔ دنیا کو حصول امن اور غربت کو دور کرنے میں مشکلات پیش آ رہی ہیں۔ مزید برآں موجودہ وقت میں امریکہ اور روس کی دو بڑی طاقتوں کے درمیان تعاون جس راہ پر گامزن ہے اس نے تیسری دنیا کے لئے ہولناک خطرات کے امکانات کا دروازہ کھول دیا ہے۔ مذکورہ پس منظر میں ہمیں امید ہے کہ بین الاقوامی مالی فنڈ کے بارہ میں ذیل کا مضمون "المصلح" کے معزز قارئین کو دنیا کی فلاح و بہبود کے لئے سوچنے کا بنیادی مواد فراہم کرے گا۔ اس ضمن میں اپنے قارئین سے التماس ہے کہ انسان کی فلاح و بہبود کے بارہ میں اپنی سوچ کو مزید جلا دینے کے لئے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کے خطبات جمعہ موسومہ بہ "خلیج کا بحران اور نظام جہان نو" سے استفادہ حاصل کریں۔ قارئین سے یہ بھی التماس ہے کہ اس مضمون کے ساتھ اسی اشاعت میں شائع ہونے والی خبر بعنوان "امریکی سفیر کی امداد بند کرنے کی دھمکی" بھی ملاحظہ فرمالیں

بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (INTERNATIONAL MONETARY FUND) کا قیام ۱۹۴۴ء میں منعقد ہونے والی چوالیس ملکوں کی کانفرنس میں عمل میں آیا جو امریکہ کے ایک چھوٹے قصبہ (BRETTON WOODS) میں بلائی گئی تھی۔ فنڈ نے مئی ۱۹۴۶ء میں (WASHINGTON D.C) میں اپنا دفتر قائم کر کے کاروبار شروع کیا۔ لیکن اس کے قیام کے متعلق بنیادی سوچ کا تعلق اس سنگین عالمی سطح کے مالیاتی بحران سے ہے جس نے پہلی اور دوسری عالمی جنگ کے درمیان عالمی معاشیات کے نظام کو اپنی گرفت میں لے لیا تھا۔ اس عالمی معاشیاتی بحران کا سخت ترین وقت ۱۹۳۰ء کی دہائی تھا جس کو عالمی سرد بازاری کساد بازاری یا مندی کا زمانہ کہا جاتا ہے۔ اس وقت عالمی معاشیاتی نظام کو بہت بڑے پیمانے پر بیروزگاری، صنعتی پیداوار کی مانگ میں عام کمی، کارخانوں کے پوری استعداد پر کام کرنے میں شدید کمی اور کارخانوں کی طرف سے زرعی خام مال کی خرید داری میں کمی، بنکوں کو شدید نقصانات کے نتیجہ میں دیوالیہ ہونے کا سامنا۔ زرعی پیداوار کی قیمتوں اور زمینوں کی قیمت میں شدید کمی کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ عالمی معاشیاتی نظام بُری طرح درہم برہم ہو گیا تھا۔ دنیا کے مالیاتی نظام کے مرکزی ستون یعنی کاغذی سکے پر سے بھروسہ جاتا رہا تھا۔ جس کی وجہ سے ملکوں کے درمیان لین دین اور عالمی تجارت کا نظام بری طرح اثر انداز ہوا تھا۔ چونکہ مختلف ملکوں کے کاغذی سکوں اور اشیاء کی قیمتوں میں تعلق باقی نہیں رہا تھا۔ اور مختلف ملکوں کے کاغذی سکوں کے شرح مبادلہ کے کوئی معنی باقی نہ رہ گئے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تبادلہ اشیاء (BARTER) کا سلسلہ ترقی کر گیا۔

بہت سے ملکوں نے غیر ملکی اشیاء کی درآمد پر محصول لگا کر یا اپنے ملکی سکے کی قیمت گھٹا کر اپنی بین الاقوامی درآمدی اور برآمدی تجارت کی ادائیگیوں کے توازن کو محفوظ کرنے کی پالیسی اختیار کرنا شروع کر دی۔

۱۹۳۹ء میں دوسری عالمی جنگ شروع ہو جانے کی وجہ سے بین الاقوامی سطح پر اس معاشیاتی خلفشار کی اصلاح کی کوشش نہیں کی جا سکی۔ البتہ جیسے ہی اتحادیوں کی فتح کے آثار نظر آنے لگے تو پرانے شکستہ نظام کی جگہ ایک نئے معاشیاتی نظام کے نفاذ کی طرف توجہ کی گئی۔ چنانچہ ۱۹۴۴ء میں (NEW HAMPSHIRE U.S.A) کے ایک چھوٹے قصبہ (BRETTON WOODS) میں اس غرض سے مذکورہ کانفرنس منعقد کی گئی۔ اس کانفرنس میں چوالیس اتحادی ملکوں نے شرکت کی۔ ان میں زیادہ تر صنعتی ملکوں کے علاوہ چند ترقی پذیر ممالک بھی تھے جن میں سب سے اہم ملک غیر منقسم ہندوستان بھی تھا۔ اس کانفرنس کے نتیجہ میں دو بین الاقوامی مالیاتی اداروں کا قیام عمل میں آیا۔ ایک بین الاقوامی مالیاتی فنڈ اور دوسرا بین الاقوامی بنک برائے تعمیر و ترقی (INTERNATIONAL BANK FOR RECONSTRUCTION & DEVELOPMENT) جس کو عرف عام میں عالمی بنک کہا جاتا ہے۔ یہ دونوں ادارے مستقبل کے بین الاقوامی معاشیاتی نظام کے جڑواں ستون کے طور پر قائم کئے گئے۔

بین الاقوامی مالیاتی فنڈ کے قیام کا مقصد اس کے اقرارنامے (ARTICLES OF AGREEMENT) کی دفعات کے مطابق بین الاقوامی تجارت اور ادائیگیوں کے متعلق ضابطہ تیار کرنا اور اس کا نفاذ کرنا قرار پایا۔ فنی اور مالی امداد کا اس مقصد سے انتظام کرنا کہ فنڈ کے ضابطہ پر عمل درآمد ہو اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سب ممبر ممالک مل کر ایک پلیٹ فارم پر گفت و شنید کے ذریعہ اپنے مالیاتی مسائل طے کریں۔ اس طرح فنڈ کے ذمہ جو کام لگایا گیا تھا اس کا مقصد یہ تھا کہ بین الاقوامی سطح پر درآمدی و برآمدی تجارت اور شرح مبادلہ کو نقصان پہنچانے والی پالیسیاں جو عالمی کساد بازاری کے دور میں اختیار کی گئی تھیں۔ ان کی اصلاح کی جائے۔ مختصر یہ کہ بین الاقوامی مالی فنڈ کے ذریعہ دوسری جنگ عظیم کے بعد کے دور میں مالیاتی نظام کے مندرجہ ذیل مقاصد مقرر کئے گئے۔

- ملکوں کے شرح مبادلہ میں لچک کے ساتھ استحکام پیدا کرنا۔
- مختلف ملکوں کے سکوں کا آپس میں آسانی سے تبادلہ کرنے کا انتظام کرنا۔
- ملکوں کے درمیان برآمدی اور درآمدی تجارت میں ادائیگیوں کے لئے مختصر مدت کے لئے امداد فراہم کرنا۔
- بین الاقوامی تجارت کا ایسا نظام قائم کرنا جس کے ذریعہ لوگوں کو روزگار کے حصول میں آسانی ہو، بغیر روک ٹوک کے درآمدی اور برآمدی تجارت آزادی کے ساتھ ہو سکے اور ملکوں کے درمیان سرمایہ اور افرادی قوت کی آزاد نقل و حرکت ہو سکے۔

مذکورہ بالا مقاصد کو پورا کرنے کے لئے مساوی بنیادوں پر مختلف ملکوں کے سکوں کی شرح مبادلہ مقرر کرنے کا اصول مانا گیا۔ اس اصول کے تحت سونے کے بجائے محفوظ سرمایہ رکھنے کا ذریعہ بین الاقوامی سطح پر امریکی ڈالر کو قرار دیا گیا اور امریکی ڈالر کی قیمت ۰.۸۸۶۷۱ گرام خالص سونے کے برابر مقرر کی گئی جو کہ U.S $ ۳۵/- فی آونس کے حساب سے لگائی گئی تھی۔ امریکہ کو اس قیمت کے برقرار رکھنے کا ذمہ دار قرار دیا گیا جس کے لئے یہ ضروری قرار دیا گیا کہ امریکہ اس قیمت پہ سونا فروخت کرے گا اور اپنے سکہ یعنی ڈالر کے اجراء کے برابر پوری طرح سونا محفوظ رکھے گا۔ باقی دوسرے ممالک کے سکوں کا تعلق سونے سے ختم کر دیا گیا۔ اور ان کی قیمت ڈالر میں مقرر کر دی گئی۔

مذکورہ بالا پالیسیوں کے تحت ۱۹۵۰ء کی دہائی میں بین الاقوامی معاشیاتی نظام کم و بیش تسلی بخش طور پر چلتا رہا جس کی وجہ یہ تھی کہ یورپ میں دوسری عالمی جنگ کے بعد مارشل ایڈ کے تحت اور یورپی ملکوں کے اپنے داخلی وسائل کے ذریعہ تعمیر نو کا کام ہوتا رہا جس کا بالواسطہ تھوڑا بہت فائدہ ترقی پذیر ممالک کے خام مال کی یورپ کی صنعتوں میں کھپت اور افرادی قوت کو نقل وطن کے ذریعہ روزگار کے مواقع فراہم ہونے کے ذریعہ پہنچتا رہا۔ اس کے علاوہ نہر سوئز کے قومیائے جانے کی طرح کے بعض سیاسی واقعات کے ذریعہ بین الاقوامی طاقت کے توازن میں تبدیلیاں نمودار ہوئیں جن کے نتیجہ میں یورپ کے استعماری ملکوں کی اہمیت جاتی رہی۔ اور ان کی جگہ امریکہ کی بالادستی نے لے لی اور مشرق و مغرب کی رقابت شروع ہو گئی۔

ان حالات میں یکساں بنیادوں پر مختلف ملکوں کے سکوں کی امریکی ڈالر میں قیمت مقرر کرنے کا اصول تسلی بخش طریقہ پر کام کرتا رہا۔ لیکن ۱۹۶۰ء کی دہائی شروع ہونے تک حالات بدل چکے تھے۔ ڈالر میں محفوظ سرمایہ بڑھنے سے سونے کی مانگ یا طلب بڑھنے لگی۔ لیکن سونے کی پیداوار محدود ہونے کی وجہ سے اس کی رسد یعنی سپلائی بڑھنا ممکن نہ تھا۔ ایسی صورت میں امریکہ کے لئے سونے کی قیمت کو ۳۵/- U.S.$ فی اونس پر قائم رکھنا مشکل ہو گیا۔ اس کے علاوہ بعض ملکوں کا محفوظ سرمایہ بڑھتا گیا اور بعض کا گھٹتا گیا۔ بین الاقوامی تجارت میں بعض ملک خسارے میں جانے لگے اور بعض منافع میں۔ امریکہ کے لئے سونے کو ۳۵/- U.S.$ پر قائم رکھنے میں دوسری مشکل پیدا ہو گئی۔ اگر امریکہ اس قیمت کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

برقرار رکھتا تو ڈالر میں سستے سونے کی خرید کی تحریک بڑھتی جس کو پورا نہیں کیا جا سکتا تھا۔ امریکہ کا تجارت اور ادائیگیوں میں توازن درست کرنے کے لئے ڈالر کی قیمت گھٹانا ضروری ہو گیا تھا جس کی دوسرے ممالک مخالفت کرتے تھے۔ کیونکہ امریکہ کے ایسا کرنے سے دوسرے ممالک کو درآمدی اور برآمدی تجارت میں نقصان پہنچنے کا احتمال تھا۔ اس کے علاوہ بھی بعض دوسرے قسم کی مشکلات پیدا ہو گئی تھیں جن کی وجہ سے بہت سے ملکوں نے اپنے طور پر بغیر کسی رابطہ اور تبادلہ خیالات اپنے سکوں کی قیمت کو گھٹانا بڑھانا شروع کر دیا۔ آخر کار امریکہ نے ۱۹۷۱ء میں ڈالر کو سونے میں تبدیل نہ کرنے کا اعلان کر دیا اور ۱۹۷۳ء میں ڈالر کی قیمت کو دس فیصد کے حساب سے گھٹا دیا اسی سال یورپ کی مشترکہ منڈی کے ممالک اور جاپان نے اپنے سکوں کو بین الاقوامی سطح پر کھلا چھوڑ دیا۔ اس طرح (BRETTON WOODS) کے معاہدے کے تحت قائم کردہ نظام کا خاتمہ ہو گیا۔

(BRETTON WOODS) کے معاہدے کے تحت قائم کردہ مالیاتی نظام اس وقت ختم ہوا۔ جب دوسری عالمی جنگ میں صنعتی ملکوں کا تباہ ہونے والا معاشیاتی نظام دوبارہ مضبوط بنیادوں پر قائم ہو چکا تھا اور صنعتی ملکوں کو بین الاقوامی سطح پر تیسری دنیا کے ملکوں کے تعاون کی ضرورت باقی نہیں رہی تھی۔

اس صورتِ حال کا اندازہ ۱۹۷۰ء کی دہائی شروع ہونے سے قبل ہی صنعتی ملکوں نے لگا لیا تھا۔ چنانچہ پہلے تو ۱۹۶۳ء میں تیسری دنیا کے ترقی پذیر ممالک کے خام مال اور نیم صنعتی برآمدات میں خسارے کی مشکلات کو حل کرنے کے لئے

(COMPENSATORY FINANCE FACILITY)

کے تحت ۱۹۶۳ء میں قرض کی فراہمی کا انتظام شروع کیا گیا۔ اس صورت حال میں ایک طرف خام مال پیدا کرنے والے اور تجارت کے ذریعہ برآمد کرنے والے تیسری دنیا کے ممالک تھے جن کو اپنی برآمدی اور درآمدی تجارت میں خساروں کو پورا کرنے کے لئے بین الاقوامی سطح پر قرضوں کی ضرورت تھی اور دوسری طرف صنعتی ممالک تھے جن کو نہ تو قرضوں کی ضرورت تھی اور نہ تیسری دنیا کی فاضل افرادی قوت کی۔

مذکورہ بالا صورت حالات ہی کے دوران ۱۹۷۳-۷۴ء میں تیل پیدا کرنے والے ملکوں نے یکدم تیل کی قیمت کو چار گنا کر دیا۔ اس کے نتیجہ میں دنیا کی معاشیاتی تاریخ میں ملکوں کے مالیاتی وسائل میں پہلی مرتبہ زبردست تبدیلیاں پیدا ہوئیں۔ ایک طرف تیل پیدا کرنے والے ملکوں کے پاس بے انتہا فاضل مالی وسائل جمع ہو گئے اور دوسری طرف کم ترقی یافتہ ممالک میں سے تیل سے محروم ممالک کے مالیاتی وسائل میں شدت سے کمی آنا شروع ہو گئی اور ان کی برآمدی اور درآمدی تجارتوں کے توازن میں شدید خسارہ پیدا ہونا شروع ہو گیا۔ البتہ صنعتی لحاظ سے ترقی یافتہ ممالک نے اپنی مصنوعات کی قیمتوں کو تیزی سے بڑھا کر ایک طرف اپنے مالیاتی وسائل کو گھٹنے سے بچا لیا اور ساتھ ہی اپنی ترقی یافتہ بنکاری کے نظام کے ذریعہ تیل پیدا کرنے والے ممالک کے بے انتہا فاضل سرمایہ کو حاصل کر کے اپنی صنعتوں اور برآمدی تجارت کو فروغ دیا۔

اس صورتِ حال میں تیل نہ پیدا کرنے والے سب سے کم ترقی یافتہ ممالک باوجود اپنی افرادی قوت کو روزگار کے لئے تیل پیدا کرنے والے ملکوں میں کثیر تعداد میں بھیجنے کے زبردست خسارے میں رہے۔ اور ان پر قرضوں کا انبار بڑھتا گیا۔ دریں حالات سب سے نیچے درجہ کے ترقی پذیر ممالک پر فنڈ کی نگرانی اور ان کے مالیاتی معاملات میں فنڈ کا دخل بڑھتا گیا اور صنعتی لحاظ سے ترقی یافتہ ممالک فنڈ کی اس قسم کی نگرانی سے بہت حد تک آزاد ہو گئے۔ اس کی بہت بڑی وجہ تیل پیدا کرنے والے ممالک اور ترقی یافتہ صنعتی ممالک کی بین الاقوامی سطح پر مالیاتی ادائیگیوں میں بہت زیادہ بہتر حالت ہونے کی وجہ سے پیدا ہوئی۔

نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۹۸۰ء کی دہائی شروع ہونے تک فنڈ کے اختیارات صنعتی لحاظ سے ترقی یافتہ ملکوں کے زرمبادلہ کے معاملات پر اثر انداز ہونے میں شدید کمی آ گئی۔ ان کے یہ معاملات دوسرے اداروں میں طے ہونا شروع ہو گئے مثلاً

(GROUP OF SEVEN

جس میں امریکہ، برطانیہ، فرانس، اٹلی، کینیڈا جاپان اور مغربی جرمنی شامل ہیں۔ اسی طرح

(EUROPEAN ECONOMIC COMMUNITY)

اور (ORGANISATION FOR ECONOMIC COOPERATION & DEVELOPMENT)

یا بڑے ملکوں کے دوطرفہ تعلقات کے ذریعہ جیسے امریکہ اور جاپان کی تجارتی بات چیت کے ذریعہ۔

دوسری جانب ترقی پذیر ممالک کی مالیاتی ضروریات تیل کی بے انتہا بڑھتی ہوئی قیمتوں کے نتیجہ میں بہت زیادہ بڑھ گئیں اور ان کو بے انتہا لاینحل مالیاتی مسائل کا سامنا کرنا پڑ گیا۔ ۱۹۸۰ء کی دہائی شروع ہونے پر سب سے کم درجہ کے ترقیاتی ملکوں کے مسائل مندرجہ ذیل تھے

○ ۱۹۷۰ء کی دہائی میں جمع ہو جانے والے قرضوں کے انبار۔

○ ترقی یافتہ صنعتی ممالک میں افراطِ زر کو روکنے والی پالیسیوں کے نتیجہ میں بڑھتے ہوئے شرح سود۔

○ ترقی پذیر ممالک کے خام مال کی گھٹتی ہوئی مانگ اور ان ملکوں میں عمومی کساد بازاری

مذکورہ بالا صورت حال کا نتیجہ یہ ہوا کہ ترقی پذیر ممالک اپنے لئے ہوئے قرضوں پر سود کی ادائیگی کی اہلیت یا تو ختم کر بیٹھے یا اس اہلیت میں شدید کمی آگئی۔ اس طرح ۱۹۸۰ء کی دہائی میں اور مستقبل کے لئے قرضوں کی ادائیگی نے بین الاقوامی مالیاتی نظام میں بنیادی اہمیت اختیار کر لی چونکہ ان قرضوں کی بہت بڑی رقم بین الاقوامی سطح کے تجارتی بنکوں سے لی گئی تھی۔ اس لئے فنڈ کو ایک طرف عالمی بنک سے زیادہ قریبی رابطہ قائم کرنا پڑا اور دوسری طرف مذکورہ بین الاقوامی تجارتی بنکوں سے۔ باوجودیکہ قرضوں کے ان گھمبیر مسائل کو حل کرنے کے لئے کئی پہلوؤں سے بات چیت ہوتی رہی لیکن اکثر حل دوطرفہ بات چیت کے ذریعہ طے کئے گئے ہیں جن میں زیادہ تر قرض کی ادائیگی کو التوا میں رکھنا طے پایا اور بہت ہی کم صورتوں میں قرض کی رقم میں کمی کرنے کے اصول پر اتفاق رائے ہو سکا۔

فنڈ کے اوپر جو اعتراضات کئے جاتے ہیں ان میں سے زیادہ اہم درج ذیل ہیں۔

○ ترقی پذیر ممالک فنڈ کی پالیسی وضع کرنے میں کوئی اثر نہیں رکھتے ہیں۔

○ فنڈ زیادہ مالیاتی وسائل رکھنے والے ملکوں کے مقابلے میں کم مالیاتی وسائل والے غریب ملکوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔

○ فنڈ مالیاتی معاملات میں ناقابل عمل اصول پرستانہ پالیسیاں استعمال کرتا ہے۔

○ فنڈ بین الاقوامی سطح پر بڑے تجارتی بنکوں کو حفاظت دینے کا کام انجام دیتا ہے۔

○ فنڈ کا برتاؤ زیادہ مالدار اور غریب ممالک کے ساتھ مساوات پر مبنی نہیں ہے۔

○ فنڈ کا پروگرام غریب ملکوں کے خلاف اور ان پر کفایت شعاری کا نفاذ کرنے کا کام انجام دیتا ہے۔

○ فنڈ کی کفایت شعارانہ پالیسیوں کے ذریعہ مزدور طبقہ کی پیداواری کارکردگی مزید گھٹتی ہے۔

○ عالمی بنک اور فنڈ دونوں مل کر غریب ملکوں کے خلاف کام کرتے ہیں۔

ترقی پذیر ممالک کی جانب سے فنڈ کے خلاف مذکورہ بالا اعتراضات کے باوجود اس کے ممبر ممالک کی تعداد ۱۹۴۵ء میں انتالیس سے بڑھ کر اب تک ایک سو پچپن ہو چکی ہے فنڈ کے ممبروں میں کمیونسٹ نظریات رکھنے والے ممالک بھی شامل ہیں اور اس کے ممبروں میں ایک بڑی تعداد ترقی پذیر ممالک کی بھی ہے جو اس پر تلخ الفاظ میں اعتراض کرنے کے ساتھ اس سے امداد بھی لیتے رہتے ہیں۔

امید کی جاتی ہے کہ اس کے ممبروں کی تعداد نئے آزاد ہونے والے ملکوں اور مشرقی یورپ کے اشتراکی ملکوں کے ممبر ہونے کے ذریعہ بڑھتی ہی چلی جائے گی۔ اس وجہ سے یہ رائے قائم کرنا کہ فنڈ کے اوپر غریب ملکوں کے ساتھ بدسلوکی کا الزام صحیح ہے یا ترقی پذیر ممالک کے ساتھ اس کا طرزِ عمل ٹھیک نہیں ہے۔ کہاں تک درست ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ فنڈ کے خلاف بعض الزامات اور اعتراضات صحیح ہیں۔ مثلاً خلیج کی جنگ کی وجہ سے ترقی پذیر ممالک کو شدید مالی بحران کا شکار ہونا پڑا۔ خصوصاً ان ممالک کو جن کو تیل پیدا کرنے والے عرب ممالک کی دولت سے جنگ کے دوران امداد نہیں ملی۔

لیکن اسی کے ساتھ ترقی پذیر ممالک خود بھی اپنی نااہلی کے ذمہ دار ہیں۔ ان ممالک کا خود بھی یہ فرض ہے کہ وہ اپنے اپنے ممالک کا الگ الگ اور مل کر دونوں طرح اپنی مشکلات کا حل تلاش کریں۔ تیسری دنیا کے ممالک کو فنڈ سے مراعات حاصل کرنے کے لئے اپنی سودا بازی کی طاقت کو مضبوط کرنا ہو گا۔

خالی شکوے شکایت اور استدعا کرتے رہنے سے کام نہیں بنے گا۔ اگرچہ ایک زاویہ سے فنڈ کا قرض دینے کے لئے شرط لگانے کی ضرورت سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے کیونکہ ان شرائط کا مقصد قرض حاصل کرنے والے ملکوں کی معاشیات کو ان کی مشکلات سے آزاد کرنا اور مکمل طور پر تباہ ہو جانے سے بچانا ہوتا ہے۔ اسی کے ساتھ فنڈ کے مذکورہ مقاصد سے اتفاق رائے رکھنے کے باوجود اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ فنڈ کی طرف سے عائد کی جانے والی بعض شرائط فطری طور پر اور جس انداز میں ان پر عملدرآمد کروایا جاتا ہے وہ قابلِ اعتراض ہیں۔ غریب ممالک کے نازک پیداواری نظام میں جس میں آبادی کا بیشتر حصہ دو وقت کی روٹی بھی بمشکل حاصل کر پاتا ہو اس کی قوتِ خرید کو یکدم جھٹکا دے کر ادائیگیوں کا توازن تو یقیناً درست کیا جا سکتا ہے لیکن ساتھ ہی مزدوروں کی پیداواری صلاحیت کو بھی کمزور کر دیتا ہے۔ اور بعض اوقات ان

باقی ص۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لجنہ کالم

س: گرلز سکول کے ساتھ الف۔ اے کلاسز کا افتتاح کب ہوا۔

ج: یکم جولائی ۱۹۳۱ء کو حضور نے گرلز سکول کے ساتھ الف۔ اے۔ کلاسز کا افتتاح فرمایا۔ جسکا مقصد آئندہ تعلیم کے لئے اساتذہ تیار کرنا تھا۔

س: تحریک کشمیر میں مستورات نے کس طرح حصہ لیا۔

ج: تحریک کشمیر کے سلسلے میں مستورات نے جلسے کر کے کشمیر میں مسلمانوں پر مظالم کا حال بیان کر کے چندہ کی تحریک میں نقدی اور زیورات سے حصہ لیا۔ جلسہ کی کارروائی سے لیڈی ولنگڈن وائسرائے ہند کو بذریعہ تار توجہ دلائی۔

س: بیت الفضل لندن کی مرمت کے لئے کس قدر عالی قربانی مستورات نے کی۔

ج: اگست ۱۹۳۱ء میں حضرت فضل عمر نے بیت الفضل لندن کی مرمت کے اخراجات کے لئے مستورات کو چندہ کی تحریک فرمائی مرمت کے اخراجات کا اندازہ سات آٹھ ہزار روپیہ تھا۔ مستورات نے طلائی و نقرئی زیورات اور نقدی سے یہ چندہ پورا کر دیا۔

س: ۱۹۳۱ء میں کہاں کہاں لجنات کا قیام عمل میں آیا۔

ج: مندرجہ ذیل سات مقامات پر ۱۹۳۱ء میں لجنات قائم ہوئیں۔
(۱) شملہ (۲) بھیرہ (۳) چھور چک ع ۱۱۷ (۴) بہلول پور چک ع ۱۲۷ (۵) جموں (۶) بنگلہ کیانا رکھ برانچ (۷) کڑیانوالہ ضلع گجرات۔

س: ۱۹۳۱ء میں حضور قادیان سے باہر کہاں تشریف لے گئے۔

ج: حضور ۱۱ ستمبر ۱۹۳۱ء کو سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے۔ اور ۱۳ ستمبر کو لجنہ نے آپ کی دعوت کی۔ حضور نے سیالکوٹ کی لجنہ کے کام کو سراہا۔

س: یوم دعوت الی اللہ منانے کا فیصلہ کب ہوا اور مستورات نے کیا حصہ لیا۔

ج: ۱۹۳۲ء کی مجلس مشاورت کے موقعہ پر حضرت فضل عمر نے یوم دعوت الی اللہ منانے کا فیصلہ فرمایا۔ مردوں کے علاوہ لجنہ اور مستورات نے بھی اس میں حصہ لیا۔

س: قادیان کے ارد گرد دیہات کی مستورات کے لئے تعلیم کا کیا پروگرام بنایا گیا۔

ج: لجنہ قادیان ۱۹۳۲ء میں قادیان کے گرد و نواح نواں پنڈ کھارہ بھینی۔ ننگل میں جا کر مستورات اور بچیوں کو نماز کی تعلیم نماز صحیح کروانا۔ نماز کا ترجمہ سکھانے اور دوسرے دینی مسائل سے آگاہ کرنے کا پروگرام بنایا۔ بھینی میں ایک درس گاہ بھی قائم کی۔

س: راولپنڈی میں لجنہ کب قائم ہوئی۔

ج: ۱۹۳۲ء میں راولپنڈی میں لجنہ قائم ہوئی

س: ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں لجنہ کب قائم ہوئی۔

ج: ۱۹۳۲ء میں ڈسکہ میں لجنہ قائم ہوئی صدر کا انتخاب محترمہ والدہ صاحبہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی زیر نگرانی ہوا۔

س: جلسہ سالانہ ۱۹۳۲ء پر حضرت فضل عمر نے لجنہ کے سپرد کون سے دو کام کئے۔

ج: جلسہ سالانہ ۱۹۳۲ء کے موقعہ پر حضور نے آئندہ سال کے لئے دو کام لجنہ کے سپرد فرمائے۔ (۱) برقعہ کی تراش خراش میں اصلاح کرنے پر غور کریں جو صحت اور دینی پردہ کے لحاظ سے آرام دہ ہو (۲) سالانہ نمائش کو ترقی دیں۔

س: جلسہ سالانہ مستورات میں لاؤڈ سپیکر کے لئے چندہ جمع کرنے کا ارشاد کب فرمایا۔

ج: جلسہ سالانہ ۱۹۳۲ء کے موقعہ پر حضرت فضل عمر نے مستورات کے جلسہ میں لاؤڈ سپیکر لگانے اور اس کے لئے مستورات کو چندہ جمع کرنے کا ارشاد فرمایا۔

س: حضرت نانی اماں والدہ حضرت اماں جان کی وفات کب ہوئی۔

ج: ۲۳۔۲۴ نومبر ۱۹۳۲ء کی درمیانی شب قادیان میں وفات ہوئی اور بہشتی مقبرہ میں چار دیواری کے اندر حضرت میر ناصر نواب صاحب کے پہلو میں دفن ہوئیں۔

س: سیکرٹری لجنہ اماء اللہ حضرت سیدہ سارہ بیگم صاحبہ کی وفات کب ہوئی۔

ج: آپ کی وفات ۱۳ مئی ۱۹۳۳ء بروز ہفتہ بچی کی ولادت سے ہوئی۔ حضرت سیدہ امۃ الحئی صاحبہ کے پہلو میں دفن ہوئیں۔

س: مارچ ۱۹۳۳ء کے یوم دعوت الی اللہ کے موقعہ پر مصباح کا خاص نمبر کن مضامین پر مشتمل تھا۔

ج: مصباح کے اس خاص نمبر میں ہندو کتب، بائبل اور سکھ مذہب کی کتب سے آخری زمانہ کے (ـــ) متعلق خدائی خبریں درج کی گئیں۔ لجنہ نے اس رسالہ کو خرید کر مستورات میں تقسیم کیا۔

س: شوریٰ میں آراء پیش کرنے کے لئے سب سے پہلے کتنی لجنات کی رجسٹریشن منظور ہوئی۔

ج: لجنہ اماء اللہ قادیان سمیت کل چودہ لجنات کی رجسٹریشن منظور ہوئی۔ اور شوریٰ پر آراء کے لئے ایجنڈا سیکرٹری صاحب شوریٰ کی طرف سے ان کو بھجوایا گیا۔ ان میں لجنہ حیدرآباد دکن، لجنہ لاہور لجنہ دہلی، لجنہ بھاگلپور، لجنہ امرتسر، لجنہ سیالکوٹ بھی شامل تھیں۔

س: جلسہ سالانہ کے لئے مستورات کی طرف سے کس قدر دیگیں پیش کی گئیں۔

ج: جلسہ سالانہ کے لئے کل ۸۰ دیگوں کا مطالبہ تھا۔ لیکن اکانوے دیگوں کی قیمت وصول ہوئی۔ جس میں سے چونتیس دیگیں مستورات نے پیش کیں۔

س: سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسے ۱۹۳۳ء میں کون کون لجنات نے منعقد کئے

ج: لجنہ قادیان کے علاوہ لجنہ دہلی، کانگڑہ ملتان، سرگودھا اور فیروزپور نے اپنے اپنے ہاں جلسہ ہائے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کئے۔

س: حضرت سیدہ سارہ بیگم کے بعد لجنہ کی سیکرٹری کون مقرر ہوئیں۔

ج: حضرت سیدہ سارہ بیگم صاحبہ کی زندگی میں بھی ان کی صحت کی خرابی اور تعلیمی مصروفیات کے باعث حضرت سیدہ مریم بیگم اُم طاہر صاحبہ سیکرٹری لجنہ مقرر ہوئیں۔

س: ۱۹۳۳ء کے جلسہ سالانہ مستورات کی منتظمہ اعلیٰ کون تھیں۔

ج: ۱۹۳۳ء کے جلسہ سالانہ مستورات کی منتظمہ اعلیٰ سیدہ اُم طاہر صاحبہ تھیں ساری کارروائی حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی صدارت میں ہوئی۔

س: نظام تعلیم میں حضرت فضل عمر نے کس قسم کی تبدیلی کا ارشاد فرمایا۔

ج: فرمایا عورت گھر کی سلطنت کی ملکہ ہے۔ اس نے پرورش اولاد کرنی ہے لہٰذا عورتوں کو ڈگریاں حاصل کرانے کی بجائے قرآن حدیث پڑھنے اور دینی علوم سیکھنے کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

بقیہ: صـ۳ سے آگے

اگر اپنے لئے کوئی نشست مخصوص کی ہو تو اس پر بیٹھنے سے اجتناب کیا جائے۔ سوائے اس کے کہ اہل خانہ خود وہ جگہ پیش کریں۔

(۱۳) ملاقات کے لئے ہمیشہ خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔

(۱۴) ملاقات کے وقت مصافحہ اور معانقہ کرنا بھی اچھا ہے۔

(۱۵) ملاقات کے بعد مجلس سے یا گھر سے اہل خانہ کی اجازت کے ساتھ واپس جانے کے لئے اٹھنا چاہیئے اور جب اہل خانہ اٹھ جائے تو پھر اٹھ کر واپس چلے جانا چاہیئے۔

(۱۶) دوپہر کے وقت کسی کے گھر ملاقات کے لئے نہیں جانا چاہیئے۔

(۱۷) بزرگوں کی ملاقات کے لئے جائیں تو ادب کے ساتھ ان کو سلام کریں۔ اور ان کی گفتگو کا بھی ادب کے ساتھ جواب دیں۔

(۱۸) ناراضگی کی وجہ سے تین رات سے زیادہ ترک کلام اور ملاقات نہیں کرنا چاہیئے۔

بقیہ: صـ۱ سے آگے

میں مبتلا رہتی ہے۔ جب وہ اپنے آپ کو ظاہر کر دیں تو پھر ان کے بوجھ ہلکے ہو جاتے ہیں۔

پس اہل اللہ کا مخفی ہونا اور حیثیت رکھتا ہے اور دنیا داروں کا مخفی رہنا اور حیثیت رکھتا ہے۔ اہل اللہ کا ظاہر ہونا اور حیثیت رکھتا ہے اور دنیا داروں کا ظاہر ہونا بالکل اور حیثیت رکھتا ہے۔ خدا کے بندے جب ظاہر ہوتے ہیں تو تکلیف کے ساتھ ظاہر ہوتے ہیں۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتب کا مطالعہ کریں اور آپ کے اشعار کا مطالعہ کریں تو یہی مضمون ملتا ہے۔ فرماتے ہیں: مجھے تو دنیا میں نکلنے کا کوئی شوق نہیں تھا۔ بڑے اطمینان سے میں تیری محبت کے سائے تلے تیری محبت میں ڈوبا ہوا زندگی بسر کر رہا تھا تو نے مجھے نکالا ہے تو میں نکلا ہوں اور تیری خاطر نکلا ہوں۔ پس اگر نیت خالص ہو یعنی (دین کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کرتے ہوئے اس کی طرف جھکتے ہوئے) کے درجے سے انسان تعلق رکھتا ہو تو اس کے بعد اس کی ہر ہجرت خدا کی طرف ہوتی ہے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ اگست ۱۹۹۰ء)

تبدیلی نام:

خاکسار کی چھوٹی بچی جس کا نام "فہمیدہ بیگم" ہے کا نام آئندہ سے ہم نے "فہمیدہ غفور" رکھ لیا ہے۔ لہٰذا آئندہ سے فہمیدہ غفور کے نام سے پکارا جائے

ماسٹر غفور احمد صدر جماعت احمدیہ
مرڈ چک ع ۴۵ ضلع شیخوپورہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نونہالان جماعت

بچوں کا کالم

پیارے بچو! آج آپ کا کالم امان اللہ صاحب امجد ربوہ لکھ رہے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:۔

چند دن ہوئے مجھے کچھ رقم جمع کروانے کے لئے بنک میں جانے کا اتفاق ہوا میں نے رقم جمع کروائی اور واپس آگیا۔ باہر جاکر مجھے محسوس ہوا کہ میرے پاس کچھ رقم کم ہے۔ مجھے فوراً یاد آیا کہ میں نے بقایا پیسے وصول نہیں کئے۔ میں واپس متعلقہ کلرک کے پاس پہنچا اور دریافت کیا کہ یہاں میرے پاس تو نہیں رہ گئے۔ اس نے بڑی خوش اخلاقی سے مجھے مطلوبہ رقم واپس کرتے ہوئے کہا کہ آپ یہ رقم کاؤنٹر پہ بھول گئے تھے۔ بظاہر یہ واقعہ اتنا غیر معمولی نہیں لیکن ہمارے معاشرے میں یہ واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ ابھی کچھ افراد ایسے موجود ہیں جو صحیح معنوں میں نہ صرف امانت کے مفہوم کو سمجھتے ہیں بلکہ اس کا حق ادا کرنا بھی جانتے ہیں۔ اور جب کسی قوم میں یہ صفت پیدا ہو جائے تو وہ ہر شعبہ زندگی میں ترقی کرتی چلی جاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اس دنیا میں تشریف لائے تو اس وقت اہل عرب جہالت اور گمراہی کے اندھیروں میں ڈوبے ہوئے تھے۔ جھوٹ بولنے سے لے کر قتل و غارت تک ہر قسم کی برائی ان میں موجود تھی چنانچہ آپ نے آکر بنی نوع انسان کی اخلاقی و روحانی اصلاح کے لئے جس عظیم ضابطۂ حیات کا اعلان کیا اس میں امانت و دیانت کا بنیادی پہلو شامل تھا۔ ایمانداری ایک ایسی صفت ہے جو فطری طور پر انسان کو عطا کی گئی ہے۔ اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ہمارے پاس امانت کے طور پر کوئی چیز رکھتا ہے تو ہم اس کے طلب کرنے پر اسی حالت میں وہ چیز اسے واپس لوٹا دیں۔

قرآن کریم میں بھی ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے سپرد کردو۔

چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

"جو کوئی تمہارے پاس امانت رکھے اسے امانت ادا کرو اور جو تم سے خیانت کرے تو تم اس سے خیانت نہ کرو"۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف یہ کہ امانت کی تلقین کی بلکہ آپ کی زندگی کے بے شمار واقعات اس بات کے گواہ ہیں کہ آپ نے صحیح معنوں میں امانت کا حق ادا کیا۔ چنانچہ بچپن ہی سے آپ کو اہل مکہ نے امین اور صدیق کا خطاب عطا کیا۔ دوست ہو یا دشمن ہر کوئی امانتیں رکھوانے کے لئے آپ کے پاس آیا کرتا تھا۔ چنانچہ جب ہجرت مدینہ کے موقع پر کفار آپ کے قتل کے ارادہ سے آپ کی رہائش گاہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اور خدا تعالیٰ نے دشمن کے بد ارادوں سے آپ کو آگاہ کردیا تو آپ نے رات کے وقت مکہ سے نکلنے کا فیصلہ کرلیا۔ یہ ایسا نازک موقع تھا کہ قدم قدم پر آپ کی جان خطرے میں تھی لیکن اس حالت میں بھی آپ نے حضرت علیؓ کو اپنے بستر پہ لٹایا اور یہ ہدایت کی میرے پاس کچھ لوگوں کی امانتیں ہیں۔ وہ صبح ان کو ضرور واپس کر دینا۔ اس طرح آپ نے اپنے عمل سے امانت کی اہمیت واضح کی امانت کی بے شمار اقسام ہیں۔ اگر کوئی شخص اپنی بات آپ کو بتاکر راز میں رکھنا چاہتا ہے تو اسے راز میں رکھنا بھی ایک امانت ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"اگر کوئی شخص بات چیت کرتے وقت اس لئے دائیں بائیں دیکھے کہ کوئی اس کی بات نہ سنتا ہو تو وہ بھی امانت ہو جاتی ہے اور امانت میں خیانت علامت نفاق ہے"۔

بعض افراد کو عادت ہوتی ہے کہ وہ مجالس میں بیٹھ کر جو باتیں سنتے ہیں۔ وہ ہر طرف پھیلا دیتے ہیں۔ ایک تو یہ آداب مجلس کے خلاف ہے دوسرے یہ امانت کے اصول کی بھی خلاف ورزی ہے۔ اس لئے مجالس کی باتوں کا بھی امین بننا چاہیئے۔

ذمہ داری بھی ایک امانت ہے۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں ایک خاص مقصد کے تحت بھیجا ہے۔ انسانی پیدائش کا بڑا مقصد خدا تعالیٰ کی عبادت کا قیام ہے پھر اس نے قرآن کریم نازل کرکے تمام احکامات اور لائحہ عمل بیان کردیا۔ اور ان احکامات پر عمل پیرا ہونے کے لئے ایک عظیم نمونہ کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیا میں بھیجا۔ پس خدا اور اس کے رسولؐ کے احکامات بھی ایک امانت ہیں

پس ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے معاشرے میں ہر شعبۂ زندگی میں امانت کا صحیح حق ادا کریں۔ اور اپنے ماحول میں خیانت اور بددیانتی کو ختم کرنے کی کوشش تاکہ ہمیں خدا تعالیٰ کی حقیقی رضا حاصل ہو اور ہم پر اس کا فضل پہلے سے بڑھ کر نازل ہو۔

اطلاعات واعلانات

ولادت: مکرم نصیر احمد صاحب شاد استاد جامعہ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۷؍ اکتوبر ۹۱ء بروز جمعرات بیٹی عطا فرمائی ہے نومولودہ "وقف نو" میں شامل ہے۔ اور حضور پرنور نے ازراہ شفقت بارعۃ نصیر نام عطا فرمایا ہے۔

احباب نومولودہ کی درازی عمر اور خادم دین ہونے کے لئے دعا کریں۔

سانحۂ ارتحال: محترمہ سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ اہلیہ مکرم سید شوکت علی صاحب مورخہ ۲۸؍ اکتوبر ۹۱ء رات ۹ بجے اچانک دل کا دورہ پڑنے سے وفات پاگئیں۔ نماز جنازہ ۲۹؍ اکتوبر ۹۱ء کو "البیت المبارک" میں بعد از نماز عصر محترم سلطان محمود انور صاحب نے پڑھائی جسکے بعد قبرستان نمبر ا میں تدفین عمل میں آئی۔ قبر تیار ہونے پر محترم محمد صدیق شاہد صاحب نے دعا کروائی۔ موصوفہ کے بڑے بیٹے مکرم سید شمشاد احمد صاحب ناصر مربی ہیں۔

مکرمہ صفیہ پروین صاحبہ

اہلیہ مکرم چوہدری شریف احمد صاحب صدر جماعت ۱۴۶ ر ب فیصل آباد مختصر علالت کے بعد مورخہ ۱۲؍ اکتوبر کو فضل عمر ہسپتال ربوہ میں وفات پاگئیں۔

احباب ان کی بلندی درجات کے لئے دعا کریں۔

افسوسناک وفات

مکرم فرخ داؤد کاہلوں صاحب ابن مکرم غلام نبی حوالدار صاحب آف چک نمبر ۱۱۷۔ چھور مغلیاں ضلع شیخوپورہ کو نیویارک میں دہشت گردوں نے گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ ان کی عمر ۲۸ سال تھی۔ ۲۶؍ اکتوبر کو میت ربوہ لائی گئی۔ جہاں بعد نماز عصر مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بعد ازاں قبرستان عام میں تدفین عمل میں آئی۔ موصوف مکرم چوہدری محمود احمد صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد کے چچازاد بھائی تھے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ مکرم فرخ داؤد صاحب کے دل جگر اور گردے امریکہ میں بطور عطیہ دے دیئے گئے تھے اور وہ جن مریضوں کو لگائے گئے ہیں۔ وہ خدا کے فضل سے روبصحت ہیں۔ احباب موصوف کی بلندی درجات کے لئے دعا کریں۔

اعلان دارالقضاء

(مکرمہ حامدہ صفیہ صاحبہ ترکہ مکرم خلیل الرحمان صاحب)

مکرمہ حامدہ صفیہ صاحبہ محلہ رتڑانوالہ شورکوٹ نے درخواست دی ہے کہ ان کے شوہر بقضائے الٰہی وفات پاگئے ہیں۔ موصوف کے نام قطعہ نمبر ۱۴ بلاک نمبر 19 دارالنصر رقبہ ایک کنال (جسکے نصف حصہ کے وہ مالک ہیں) الاٹ ہے۔ درخواست دہندہ یہ پلاٹ اپنے نام منتقل کرانا چاہتی ہیں۔ ان کے مندرجہ ذیل ورثاء کو اس انتقال پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

۱:۔ مکرم لطف الرحمن خان صاحب — پسر
۲:۔ مکرمہ شہناز کوثر صاحبہ — دختر
۳:۔ مکرمہ فرزانہ ناہید صاحبہ — دختر
۴:۔ مکرمہ فرحانہ ناہید صاحبہ — ″
۵:۔ مکرمہ ریحانہ تنویر صاحبہ — ″
۶:۔ مکرمہ رضوانہ ناہید صاحبہ — ″
۷:۔ مکرم فضل الرحمان صاحب — پسر

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دارالقضاء میں اطلاع دیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

بقیہ صفحہ ۵ سے آگے

سخت شرائط کے نتیجہ میں کمزور حکومتوں کا تختہ الٹ جاتا ہے اور جمہوری تقاضوں کو شدید نقصان پہنچتا ہے لہٰذا ایک بین الاقوامی ادارے کے ایسے سخت اقدامات کے خلاف اعتراض کا اور کوئی جواز نہ بھی ہو تب بھی فنڈ کو اپنی شرائط عائد کرتے وقت مذکورہ بالا قسم کے سماجی اور سیاسی نتائج کا خیال بھی رکھنا ضروری ہے تاکہ فنڈ کی امدادی کوششیں حقیقی معنوں میں کامیاب ہوسکیں۔

(پندرہ روزہ المصلح ۱۶ جون تا ۳۰ جون ۱۹۹۱ء)

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے دلوں میں خدمت دین کی نیت باندھ لیں۔ جس طرز اور جس رنگ کی خدمت جس سے بن پڑے وہ کرے"۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ملکی خبریں

○ وائس آف امریکہ نے کہا ہے کہ آئی جے آئی کے سیاست دانوں کی اکثریت وزیر اعظم سے سخت بدظن ہو چکی ہے ان کے حامیوں کی تعداد میں بہت کمی آگئی ہے ادھر آئی جے آئی کی حکومت کا ایک سال پورا ہونے کے بعد صدر کو کابینہ کی برطرفی سے متعلق اختیار دینے کے لئے مسودہ قانون تیار ہو رہا ہے۔ وائس آف امریکہ نے غیر جانبدار تجزیہ نگاروں کے حوالے سے بتایا ہے کہ یہ ایک بہت خطرناک اقدام ہوگا۔ کیونکہ ۸ ویں ترمیم کے حوالے سے صدر کے اختیارات پہلے ہی بہت وسیع ہیں۔ سیاسی حلقوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ اگر محترمہ بے نظیر بھٹو کو سات سال کے لیے نا اہل قرار دے دیا جاتا ہے تو صدر، وزیر اعظم اور محترمہ بے نظیر بھٹو دونوں کو راستے سے ہٹا سکتے ہیں۔

○ حکومت نے اتحاد بین المسلمین نفاذ شریعت، اور اسلامی فلاحی مملکت کے لئے تین کمیٹیاں قائم کی ہیں تینوں کا سربراہ مولانا عبدالستار خان نیازی کو بنایا گیا ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن، مولانا اجمل اور حافظ حسین احمد نے ان کمیٹیوں میں شامل ہونے سے انکار کر دیا ہے۔

○ تینوں مسلح افواج کے سربراہوں نے گذشتہ روز وزیر اعظم سے ملاقات کی۔

○ قطر کے امیر ۱۰ نومبر کو پاکستان آئیں گے۔

○ میجر جنرل نصیر کو فوری طور پر فوج کی انٹیلی جنس کی تنظیم آئی ایس آئی کا سربراہ مقرر کیا گیا ہے ان کے پیشرو میجر جنرل اسد اللہ درانی کو واپس فوج میں بھیج دیا گیا ہے۔

○ لندن کے روزنامہ گارڈین نے لکھا ہے کہ پاکستان کا دارالحکومت جنسی سکینڈل سے ہل کر رہ گیا ہے۔ ایک قحبہ خانے کی نائیکہ نے کئی علمائے دین اور عوامی نمائندوں کے نام لئے تھے لیکن صرف مولانا سمیع الحق نے تردید کی ہے

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ کئی "پیر" لندن میں ہیں شاید کوئی نیا پلان بن رہا ہے۔

○ وزیر اعظم نے کہا ہے کہ ملک سے بہت زیادتی ہو چکی ہے اب تیز رفتاری سے کام کرنا ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ زیادہ تر خرابیوں کی وجہ سول سروس ہے۔ محترمہ بے نظیر بھٹو کی مہم کی وجہ سے ملک کی معیشت اور اداروں کو نقصان پہنچ رہا ہے۔

○ حبیب بنک کی نجی شعبے کو فروخت سے حکومت کو ۲۵ ارب روپے کی آمدنی ہوگی۔ ورکرز نے بنک کی خریداری کے لئے اپنا گروپ قائم کر دیا ہے

○ حیدر آباد کی ٹلو مل میں آگ لگنے سے ۵ مزدور ہلاک ہو گئے۔

○ صوبہ سندھ کے جنوبی جنگلات میں نیم فوجی اداروں کے سات ہزار افراد نے آپریشن نارسٹ سٹارم میں حصہ لے کر ۹۰ ڈاکوؤں کو ہلاک کر دیا

○ ایم کیو ایم کے الطاف حسین نے کہا ہے کہ محترمہ بے نظیر وفاق پر یقین نہیں رکھتیں انہوں نے صوبہ پرستی کو ہوا دی ہے۔

○ پاکستان اور امریکہ کے درمیان بات چیت ایک بار پھر چند ہفتوں کے لئے ملتوی ہو گئی۔ امریکی نائب وزیر خارجہ مسٹر بارتھولو اب نومبر کے تیسرے ہفتے میں پاکستان آئیں گے۔

○ سابق نگران وزیر اعظم مسٹر غلام مصطفی جتوئی نے کہا ہے کہ عوام کی جان و مال کی حفاظت نہ ہو سکے تو حکومت کرتے شرم آنی چاہیئے۔

○ ملک میں پچھلے ایک سال میں اشیائے ضرورت کے نرخوں میں ۲۰ سے ۳۲ فیصد تک اضافہ ہوا ہے۔

○ شریعت ایکٹ کے جواز کو وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کر دیا گیا ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ عدالتوں کے اختیارات کو سلب کرنے کی سازش کی گئی ہے۔ اس میں سود کو مستقل حیثیت دی گئی ہے۔ یہ کارروائی خدا تعالےٰ اور اس کے پیغمبر کے خلاف کھلی جنگ کے مترادف ہے۔

○ امیر جماعت اسلامی سے پیپلز پارٹی کے سہ رکنی وفد نے مذاکرات کئے۔

غیر ملکی خبریں

○ چھٹی سارک سربراہ کانفرنس ۷ نومبر سے کولمبو میں شروع ہو رہی ہے وزیر اعظم پاکستان بھارتی وزیر اعظم مسٹر نرسیما راؤ اور دیگر سربراہان سے ملاقات کریں گے۔

○ امریکہ کے وزیر خارجہ مسٹر جیمز بیکر نے اسرائیل اور عرب ملکوں سے کہا ہے کہ وہ دو ہفتوں کے اندر اندر یہ بتا دیں کہ آئندہ مذاکرات کب ہوں گے اور کس جگہ منعقد ہوں گے۔ مسٹر بیکر نے امید ظاہر کی ہے کہ عربوں اور اسرائیل میں جگہ اور وقت پر اتفاق ہو جائے گا۔ یاد رہے کہ میڈرڈ میں ہونے والے مذاکرات میں آئندہ مذاکرات کی جگہ اور وقت کا تعین نہیں ہو سکا تھا۔

○ عالمی بنک سوویت یونین کو ۴ کروڑ ڈالر قرض دے گا۔

○ برطانوی وزیر خارجہ نے یورپی مشترکہ برادری کی پالیسیوں پر تنقید کرتے ہوئے اسے انتظامی اختیارات دینے کی مخالفت کی ہے۔

○ چین اور ویت نام کے درمیان ۲۰ سالہ پرانا جھگڑا ختم کر دیا گیا ہے اور سفارتی تعلقات بحال ہو گئے ہیں۔ چین اور ویت نام کے درمیان کئی منصوبوں میں پیش رفت کا امکان ہے۔

○ شمالی اور جنوبی کوریا کے درمیان عدم جارحیت کے معاہدے پر بات چیت ملتوی ہو گئی ہے۔ التوا کا سبب یہ ہے کہ امریکہ اور جنوبی کوریا نے باہمی وسیع پیمانے پر مشقیں شروع کر دی ہیں اس پر شمالی کوریا نے اعتراض کیا ہے اور اسے خود پر بڑے حملے کی تیاری قرار دیا ہے۔

صاحب اولاد

اپنے پھول سے بچوں کی صحت اور نشوونما کا خاص خیال رکھیں۔ اگر کسی قسم کی کمزوری ہو تو مندرجہ ذیل ادویات سے انتخاب کریں

بے بی ٹانک (دودھ پیتے بچوں کیلئے)	BABY TONIC	۱۰/-
بے بی گروتھ کورس (دس سال تک کے بچوں کیلئے)	BABY GROWTH COURSE	۳۰/-
کمزوری جسم کورس (نوجوانوں کیلئے)	BODY BUILDING COURSE	۱۰۰/-
چھوٹا قد کورس (۵ سے ۲۰ سال تک کی عمر کیلئے)	DWARFISHNESS COURSE	۱۰۰/-
بول بستری کورس	BED URINE COURSE	۳۵/-
مٹی چھوڑ کورس	MITI CHOUR COURSE	۲۰/-
سوکھا پن کورس (بچوں کا)	MARASMAS COURSE	۵۰/-
آہستہ دانت نکالنا کیور	SLOW DENTITION CURE	۲۰/-
بے ترتیب دانت کیور	IRREGULAR TEETH CURE	۲۰/-

ڈاکٹرز اور سٹاکسٹس کے لئے معقول کمیشن

مندرجہ ذیل سٹاکسٹس سے خرید فرمائیں یا براہ راست بذریعہ ڈاک ہم سے منگوائیں

تین صد یا زائد کے آرڈر پر ڈاک خرچ بذمہ کمپنی

• لاہور:۔ کیوریٹو سٹورز اچھرہ شاپنگ سنٹر اچھرہ • فیصل آباد:۔ کریم میڈیکل ہال۔ گول امین پور بازار • راولپنڈی:۔ شبیر میڈیکوز بالمقابل کنٹونمنٹ ہسپتال صدر • پشاور:۔ ڈاکٹر عبدالرحمٰن معصوم۔ معصوم اینڈ سنز کیمسٹ شیخ آباد نمبر 1 • کوئٹہ:۔ ہومیو پیتھک ڈاکٹر بشارت احمد۔ دکان نمبر ۲۴ خوجک روڈ پشین اڈہ • ملتان:۔ ہومیو ڈاکٹر الطاف حسین ملک۔ صدر بازار • کراچی:۔ صدر میڈیکل سٹور بالمقابل ایمپریس مارکیٹ صدر کراچی • حیدر آباد:۔ ابن سینا میڈیکل سٹور گاڑی کھاتہ • سیالکوٹ: ڈان ڈرگ ہاؤس ریلوے روڈ • گوجرانوالہ:۔ کیوریٹو میڈیسن سرور گلی حاجی عبدالعزیز۔ باغبانپورہ۔

کیوریٹو میڈیسن کمپنی ربوہ (ڈاکٹر راجہ ہومیو) رجسٹرڈ

فون ۷۷۱ ، ۶۰۶

اعلان تعطیل

مورخہ ۹ نومبر ۹۱ء بروز ہفتہ تعطیل ہوگی۔ لہٰذا اس روز پرچہ شائع نہیں ہوگا۔ قارئین کرام اور ایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں۔ (مینیجر)